جو توجیہ میں نے کی ہے اس سے مقصود حیاتِ شہداء و صالحین کے متعلق لوگوں کے اِس خیال کی اصلاح ہے کہ وہ زندہ اِس معنی میں ہیں کہ ہماری دُعائیں سُنتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مُردہ کہنے سے جس بنا پر رد کا ہے اور ان کی حیات کا اثبات کیا ہے وہ کفار و منافقین کی اُن باتوں کو رد کرنے کے لیے ہے جو وہ لَوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَمَا قُتِلُوْا اور لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا کہہ کر اہلِ ایمان میں بزدلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ ورنہ خود قرآن ہی میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ شہادت جسمانی موت تو ضرور ہے (وَلَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ) مگر حقیقت میں یہ حیاتِ جاوداں ہے (بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ)۔ اسی معنی میں میں نے بھی انہیں مُردہ کہنے کو حقیقتِ واقعہ کے خلاف قرار دیا ہے، کیونکہ ان کے لیے حیاتِ بَرزخ اور حیاتِ اُخروی ثابت ہے۔

سورۂ مومنون کی آیات ۵۰ تا ۶۱ کے ترجمے میں آپ نے جس تقدیم و تاخیر کی طرف توجہ دلائی ہے، اس کے متعلق بعد کے ایڈیشنوں میں حاشیہ ۵۰ الف لکھ کر وضاحت کر دی گئی ہے کہ اُردو زبان کی رعایت سے آیت ۶۱ کا ترجمہ پہلے کر دیا گیا ہے اور آیات ۵۰ تا ۶۰ کا ترجمہ بعد میں درج کیا گیا ہے۔

سورۂ یٰسٓ کے حاشیہ ۲۳ کو اگر آپ سورۂ بقرہ کے حاشیہ ۱۵۵ اور سورۂ آلِ عمران کی آیت ۱۵۸ کے ساتھ پڑھیں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ شہداء کی حیات اصل میں برزخی حیات ہی ہے، ورنہ جسم و رُوح کی علٰحدگی کے اعتبار سے جس طرح دوسرے لوگوں پر موت وارد ہوتی ہے اُسی طرح شہدا پر بھی وارد ہوتی ہے۔ اِسی لیے ان کی میراث تقسیم ہوتی ہے اور ان کی بیوہ کا نکاح ثانی جائز ہے لیکن ان کو مُردہ کہنے سے جس بنا پر منع کیا گیا ہے وہ اُوپر میں بیان کر چکا ہوں۔

ایک صریح جھوٹ

سوال:- کراچی سے شائع ہونے والے ایک ادبی ماہنامہ "افکار" دسمبر ۱۹۷۶ء کے شمارہ میں ریاض صدیقی صاحب کا ایک مضمون بعنوان 'قائداعظم - ایک عہد ساز شخصیت' شائع ہوا ہے۔ اِس مضمون کی آخری سطور میں صاحب مضمون نے 'جماعت اسلامی اور قائداعظم' کے ذیلی عنوان سے لکھا ہے:

"قائداعظم نے ۱۹۳۹ء میں راجہ صاحب محمود آباد اور قمرالدین کو اختیار دیا تھا کہ وہ مولانا مودودی